فصل ششم

سیدہ فاطمہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخیاں

گستاخی ۱

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سخت الفاظ میں ڈانٹا

حق الیقین:-

پس حضرت فاطمہ بجانب خانہ برگردید و حضرت امیر انتظار معاودت او میکشید چوں بمنزل شریف قرار گرفت از روئے مصلحت خطابہائے شجاعانہ درشت باسید اوصیاء نمود کہ مانند جنین در رحم پردہ نشین شدہ و مثل خائناں در خانہ گریختہ و بعد از انکہ شجاعان دہر را بر خاک ہلاک افگندی مغلوب ایں نامرداں گردیدہ۔

(۱) حق الیقین ص ۲۰۳۔ احتجاج حضرت زہرا با ابو بکر در امر فدک مطبوعہ تہران)

(۲) امالی طوسی جلد نمبر ۲ ص ۲۹۶ مطبوعہ قم مجلس یوم جمعہ)

پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا گھر واپس آ گئیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کی واپسی کے منتظر تھے۔ جب گھر تشریف لائیں۔ تو مصلحت کے تحت حضرت علی

سید اوصیاء سے نہایت دلیرانہ گفتگو کی۔کہ تم بچہ کی طرح شکم مادر میں پردہ نشین ہو گئے۔اور ذلیل لوگوں کی طرح بھاگ آئے۔تم نے زمانہ کے بہادروں کو پچھاڑا لیکن ان نامرادوں سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

گستاخی ۲:-

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تنگدستی کی وجہ سے آپ سے نکاح ہونے پر سیدہ فاطمہ سخت روئیں

امالی الشیخ الصدوق:-

تَحَدَّثَنِیْ بِحَدِیْثٍ فِیْ فَضَائِلِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ (ع) قَالَ فَقُلْتُ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ کُنَّا قُعُوْدًا عِنْدَ النَّبِیِّ (ص) اِذْ جَآءَتْ فَاطِمَةُ (ع) تَبْکِیْ بُکَآءً شَدِیْدًا فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (ص) مَا یُبْکِیْكِ یَا فَاطِمَةُ قَالَتْ یَا اَبَهْ عَیَّرَتْنِیْ نِسَآءُ قُرَیْشٍ وَقُلْنَ اِنَّ اَبَاكِ زَوَّجَكِ مِنْ مُعْدُوْمٍ لَا مَالَ لَهٗ فَقَالَ لَهَا النَّبِیُّ (ص) لَا تَبْکِیْنَ فَوَاللّٰهِ مَا زَوَّجْتُكِ حَتّٰی زَوَّجَكِ اللّٰهُ مِنْ فَوْقِ عَرْشِهٖ وَ اَشْهَدَ بِذٰلِكَ جِبْرِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ وَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اِطَّلَعَ عَلٰی اَهْلِ الدُّنْیَا فَاخْتَارَ مِنَ الْخَلَائِقِ اَبَاكِ فَبَعَثَهٗ نَبِیًّا ثُمَّ اِطَّلَعَ ثَانِیًا فَاخْتَارَ مِنَ الْخَلَائِقِ عَلِیًّا

فَزَوَّجَكِ اِيَّاهُ۔

(۱) (الامالی والمجالس للشیخ الصدوق ص ۲۶۲ ۲
مجلس سابع وستون)
(۲) (ارشاد القلوب جلد ۲۔ ص ۴۲۱ قصہ الشامی
السابٰب لعلی مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:۔

راوی کہتا ہے۔ کہ میرا دادا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بہت زیادہ روتی ہوئی آئیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ کیا وجہ ہوئی۔ عرض کی۔ قریشی عورتوں نے طعنہ دیا ہے۔ کہ تجھے تیرے باپ نے ایسے شخص سے بیاہ دیا ہے۔ جو تنگ دست اور غریب ہے۔ حضور نے سن کر فرمایا مت رو۔ اللہ کی قسم! میں نے تیری شادی اس وقت کی۔ جب عرش کے اوپر اللہ نے تیری شادی کردی۔ اور جبریل ومیکائیل اس کے گواہ بنے۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا کی طرف دیکھا۔ تو اس میں سے تیرے والد کو پسند فرما کر انہیں نبی بنا کر مبعوث کیا۔ پھر دوسری مرتبہ دیکھا۔ تو ان میں حضرت علی کو پسند فرما کر تیری شادی اس سے کر دی۔

گستاخی ۳:۔
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی کی شکایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کی۔

جلاء العیون:۔
درکشف الغمہ از حضرت امام محمد باقر علیہ السلام روایت کردہ است۔ کہ روزی

حضرت فاطمہ علیہا السلام شکایت کرد از حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کہ ہر چہ بہم میرساند میانِ فقرا و مساکین قسمت میکند حضرت فرمود کہ اے فاطمہ می خواہی کہ مرا بخشم آوری در باب برادرم و پسر عمم بدرستیکہ خشم او خشم منست و خشم من خداست پس حضرت فاطمہ فرمود کہ پناہ می برم بخدا از غضب خدا و رسول۔

(جلاء العیون جلد اول ص ۱۹۴ از زندگانی فاطمہ زہرا علیہا السلام مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:۔

امام باقر رضی اللہ عنہ سے "در کشف الغمہ" میں روایت ہے۔ کہ ایک دن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضور کی خدمت میں حضرت علی کی شکایت کی۔ کہ انہیں جو کچھ ملتا ہے۔ وہ فقرا و مساکین میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ فاطمہ! مجھے غصہ میں لانا چاہتی ہو۔ وہ میرا بھائی اور چچا زاد ہے۔ اس کو ناراض کرنا مجھے ناراض کرنا ہے۔ اور میری ناراضگی خدا کی ناراضگی ہے۔ تو حضرت فاطمہ نے کہا۔ میں اللہ اور اس کے رسول کے غضب سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں۔

گستاخی ۱۷:۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت علی کے ساتھ اپنے نکاح کے بارے میں ناخوش تھیں

فروع کافی:۔

عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ شُعَيْبٍ قَالَ لَمَّا زَوَّجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى

اللہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ فَاطِمَۃَ عَلَیْہَا السَّلَامُ دَخَلَ عَلَیْہَا وَ ہِیَ تَبْکِیْ فَقَالَ لَہَا مَا یُبْکِیْکِ فَوَ اللہِ لَوْ کَانَ فِیْ اَہْلِیْ خَیْرٌ مِّنْہُ مَا زَوَّجْتُکِہٖ وَ مَا اَنَا اُزَوِّجُہٗ لٰکِنِ اللہُ زَوَّجَکِ وَ اَصْدَقَ عَنْکِ الْخُمُسَ مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ ۔

(فروع کافی جلد دوم ص ۱۵۷ مطبوعہ نولکشور طبع قدیم طبع جدید جلد ۵ ص ۳۷۸ کتاب النکاح مطبوعہ تہران باب ما تزوج علیہ امیرالمؤمنین فاطمۃ علیہا السلام)

ترجمہ:۔

یعقوب بن شعیب کا بیان ہے۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ اور حضرت علی کا رشتہ کر دیا۔ تو آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔ اس وقت وہ رو رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا۔ کیوں رو رہی ہو؟ اللہ کی قسم! اگر میرے خاندان میں علی سے کوئی بہتر ہوتا۔ تو میں تیرا نکاح علی سے نہ کرتا۔ میں نے تو اس لیے تیرا نکاح نہیں کیا۔ بلکہ یہ نکاح اللہ نے کیا ہے۔ اور خمس کو تیرا مہر مقرر کیا۔ جب تک آسمان و زمین قائم ہیں۔

گستاخی ۵:

سیدہ فاطمہ رض نے ایک غیر مرد کا گریبان پکڑکر کھینچا۔ اور انہیں برا بھلا کہا

اصول کافی:

عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ وَ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ لَمَّا اَنْ کَانَ مِنْ اَمْرِہِمْ مَا کَانَ اَخَذَتْ بِتَلَابِیْبِ عُمَرَ فَجَذَبَتْہُ اِلَیْہَا ثُمَّ قَالَتْ اَمَا وَ اللّٰہِ یَا ابْنَ الْخَطَّابِ لَوْلَا اَنِّیْ اَکْرَہُ اَنْ یُّصِیْبَ الْبَلَاءُ مَنْ لَا ذَنْبَ لَہٗ عَلِمْتَ اَنِّیْ سَاُقْسِمُ عَلَی اللّٰہِ ثُمَّ اَجِدُہٗ سَرِیْعَ الْاِجَابَۃِ۔

(اصول کافی جلد اول ص ۲۹۱ مطبوعہ نولکشور طبع قدیم۔
کتاب الحجۃ۔ باب مولد فاطمہ مطبوعہ تہران طبع جدید جلد اول ص ۴۶۰)

ترجمہ:

امام باقر اور امام صادق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ ان کی طرف سے جو ہوا سو ہوا۔ تو جناب فاطمہ نے حضرت عمر کا گریبان پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ اور کہا۔ خدا کی قسم! اے ابن خطاب! اگر مجھے بے گناہ (شیر خوار) کا مصیبت میں پڑنا نہ روکتا۔

تو تُو جان لیتا۔ کریں اللہ کو قسم دے دیتی۔ اور وہ بہت جلد اُسے قبول فرما لیتا۔

گستاخی ٦:۔

سیدہ نے حضرت علی کو دامن سے پکڑا۔ اور ان کے ہاتھوں پر مارا

الامالی والمجالس للشیخ الصدوق:۔

قَالَتْ فَاطِمَةُ اَنَا جَائِعَةٌ وَ ابْنَایَ جَائِعَانِ وَلَا اَشُكُّ اِلَّا وَ اَنَّكَ مِثْلُنَا فِي الْجُوْعِ لَمْ يَكُنْ لَنَا مِنْهُ دِرْهَمٌ وَ اَخَذَتْ بِطَرَفِ ثَوْبِ عَلِيٍّ (ع) فَقَالَ عَلِيٌّ يَا فَاطِمَةُ خَلِّيْنِيْ فَقَالَتْ لَا وَ اللّٰهِ اَوْ يَحْكُمُ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكَ اَبِيْ فَهَبَطَ جِبْرَئِيْلُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اللّٰهُ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَ يَقُوْلُ اِقْرَأْ عَلِيًّا مِنِّي السَّلَامَ وَ قُلْ لِفَاطِمَةَ لَيْسَ لَكِ اَنْ تَضْرِبِيْ عَلٰى يَدَيْهِ وَ لَا تَلْزَمِيْ بِثَوْبِهٖ فَلَمَّا اَتٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ (ص) مَنْزِلَ عَلِيٍّ (ع) وَجَدَ فَاطِمَةَ مُلَازِمَةً لِعَلِيٍّ فَقَالَ لَهَا يَا بُنَيَّةُ مَا لَكِ مُلَازِمَةً لِعَلِيٍّ قَالَتْ يَا اَبَهْ بَاعَ الْحَائِطَ الَّذِيْ غَرَسْتَهٗ لَهٗ بِاِثْنَيْ عَشَرَ اَلْفَ دِرْهَمٍ لَمْ يَحْبِسْ لَنَا مِنْهُ دِرْهَمًا نَشْتَرِيْ

بِہٖ طَعَامًا فَقَالَ یَا بُنَیَّۃُ اِنَّ جِبْرَئِیْلَ یُقْرِئُنِیْ مِنْ رَبِّی السَّلَامَ وَیَقُوْلُ اِقْرَأْ عَلِیًّا مِنْ رَبِّہِ السَّلَامَ وَاَمَرَنِیْ اَنْ اَقُوْلَ لَکِ لَیْسَ لَکِ اَنْ تَضْرِبِیْ عَلٰی یَدَیْہِ وَلَا تَلْزَمِیْ بِثَوْبِہٖ۔

(۱۔ الامالی والمجالس للشیخ الصدوق ص ۲۸۱ مجلس حادی وسبعون مطبوعہ ایران قم طبع جدید)
(۲۔ انوار نعمانیہ جلد اول ص ۵۸ نور مرتضوی مطبوعہ تبریز طبع جدید چار جلدوں میں)

ترجمہ:۔

(حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک باغ حضرت علی کو دیا۔ انہوں نے سلیمان فارسی کی وکالت سے وہ بارہ ہزار درہم میں بیچ کر ساری رقم مساکین کو تقسیم کر دی جب گھر آئے۔) سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ میں اور میرے دونوں بیٹے بھوکے ہیں۔ اور تم بھی بھوکے ہی ہو۔ ان دراہم میں سے ایک بھی درہم ہمارے لیے نہیں تھا؟ پھر حضرت علی کا دامن پکڑ لیا۔ حضرت علی کہنے لگے۔ فاطمہ چھوڑ دو۔ جواب دیا نہیں جب تک خدا کی قسم میرے اور تمہارے درمیان میرے والد فیصلہ کریں۔ جبرائیل آئے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا سلام پہنچایا۔ اور کہا کہ اللہ نے حضرت علی کو سلام پہنچانے کا آپ کو حکم دیا ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ میری طرف سے فاطمہ کو کہہ دینا۔ کہ تجھے یہ زیب نہیں دیتا کہ حضرت علی کا کپڑا پکڑے۔ اور اس کے ہاتھوں پر مارے۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی کے گھر تشریف لائے۔ تو دیکھا۔ کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کپڑا پکڑ رکھا ہے

فرمایا: بیٹی۔ علی کے دامن کو کیوں پکڑے ہوئے ہو؟ کہا۔ ابا جان! آپ نے جو باغ انہیں دیا تھا۔ وہ انہوں نے بارہ ہزار درہم میں بیچ دیا۔ لیکن ہمارے لیے ایک درہم بھی نہ چھوڑا۔ تاکہ ہم اس سے کچھ کھانا خرید لیتے۔ حضور نے فرمایا۔ بیٹی! جبرائیل نے مجھے اللہ کا سلام پہنچایا اور یہ پیغام خدا دیا کہ علی کو سلام کہہ دینا۔ اور اللہ نے مجھے حکم دیا۔ کہ تجھے کہوں کہ تیرے لیے مناسب نہیں۔ کہ تو علی کے ہاتھوں پر مارے۔ اور ان کے کپڑے نہ چھوڑے۔

گستاخی:۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ایک جائز اور مشروع کام پر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے غضب ناک ہو کر میکے چلی گئیں۔

جلاء العیون:۔

در علل الشرائع و بشارۃ المصطفیٰ و مناقب لبند ہائے معتبر از ابن عباس روایت کردہ اند کہ چوں جعفر طیار رضی اللہ عنہ در حبشہ بود برائے او کنیزکی بہدیہ فرستادند۔ و قیمت او چہار ہزار درہم بود۔ چوں جعفر بمدینہ آمد۔ آں کنیزک را برائے برادر خود امیر المؤمنین علیہ السلام بہدیہ فرستاد۔ و آں کنیزک خدمت آنحضرت رامیکرد۔ روزی حضرت فاطمہ علیہا السلام بخانہ در آمد دید کہ سر حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام در دامن آں کنیزک است۔ چوں آنحالت را ملاحظہ نمود۔ متغیر گردید۔ پرسید آیا کارے کردی باا و؟ حضرت امیر فرمودند۔ کہ نہ بخدا سوگند اے دختر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ کاری نکردم الحال

آنچہ میخواہی بگوتا بجا آورم فرمود کہ میخواہم کہ مرا رخصت دہی بخانۂ پدرم روم حضرت فرمود کہ رخصت دادم پس فاطمہ چادر بر سر کرد و برقع انگند و متوجہ خانہ پدر بزرگوار خود گردید پیش ازاں کہ فاطمہ بخدمت حضرت برسد۔ جبرئیل از جانب خداوند جلیل براو نازل شد گفت خدا تعالیٰ ترا سلام میرساند و میفرماید کہ اینک فاطمہ نزد تو می آید برائے شکایت علی از او در باب علی چیزی قبول مکن۔

(۱۔ جلاء العیون جلد اوّل ص ۱۹۶ از زندگانی فاطمۃ الزہرا طبع جدید۔ تہران)

(۲۔ انوار نعمانیہ جلد اول ص۷۹ نور مرتضوی مطبوعہ تبریز۔ طبع جدید)

ترجمہ:۔

کتاب علل الشرائع و البشارۃ مصطفےٰ و خوارزمی میں حضرت ابن عباس اور ابوذر سے روایت ہے۔ کہ جب جعفر طیار حبشہ میں تھے۔ تو ان کے لیے ایک لونڈی ہدیہ کے طور پر بھیجی گئی۔ جس کی قیمت چار ہزار درہم تھی۔ جب جعفر مدینہ آئے۔ تو وہی بطور ہدیہ حضرت علی کو دے دی۔ اس نے حضرت علی کی خدمت کی۔ ایک دن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا گھر آئیں۔ تو دیکھا۔ کہ حضرت علی کا سر اس لونڈی کے دامن میں رکھا ہوا ہے۔ یہ حالت دیکھ کر غصہ آیا۔ پوچھا کیا کچھ کام بھی کیا ہے؟ حضرت علی نے کہا۔ اے پیغمبر خدا کی بیٹی۔ خدا کی قسم کچھ نہیں کیا۔ اب تم جو کچھ کہنا چاہتی ہو۔ کہو۔ کہا مجھے اجازت دیں کہ میں اپنے والد بزرگوار کے گھر جاؤں۔ حضرت علی نے اجازت دے دی حضرت فاطمہ نے چادر کا پردہ کیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر روانہ ہو گئیں ان کے پہنچنے سے پہلے جبرئیل آئے۔ اور اللہ کا سلام دیا۔ اور کہا۔ کہ

ابھی فاطمہ آپ کے پاس پہنچا ہی چاہتی ہے۔ اور علی کی شکایت کرے گی۔
اس کی کوئی بات نہ قبول کرنا۔

گستاخی ۸:-

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بادلِ نخواستہ امام حسین کو جنا۔ (معاذ اللہ)

جلاء العیون :-

پس حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ را خبر داد بولادت حسین و شہید شدن او پس حاملہ شد باو باکراہت پس حضرت فرمود کہ ہرگز دیدہ کسی را کہ بشارت دہند او را بہ پسری و حاملہ شود باو باکراہت یعنی او مغموم شد و کراہت داشت از او بسبب شنیدن قتل او و در وقت وضع حمل نیز کراہت داشت

(۱۔ جلاء العیون جلد اول ص ۴۲۵ ولادت سعادت آنحضرت مطبوعہ تہران طبع جدید)
(۲۔ مناقب ابن شہر آشوب جلد چہارم ص ۵۰ / فصل فی معجزاتہ مطبوعہ قم طبع جدید بالفاظ مختلفہ)

ترجمہ:-

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کو امام حسین کی پیدائش اور ان کی شہادت کی خبر دی۔ پھر وہ ان کے ساتھ بادل نخواستہ حاملہ ہوئیں حضرت نے فرمایا۔ کیا کبھی کسی کو تو نے دیکھا ہے۔ کہ اُسے بچہ ہونے

کی خوشخبری دی جائے۔ اور وہ اس سے باکراہت حاملہ ہو یعنی اس کے قتل ہونے کی وجہ سے مغموم ہو۔ اور ایسے بچے کے جننے کو اچھا نہ سمجھتی ہو۔ اور وضع حمل کے وقت بھی آپ ناخوش تھیں۔

گستاخی ۹:

سیدہ کی شبِ زفاف کو ستر ہزار فرشتوں نے تکبیر کہی

جلاء العیون:۔

چوں شب زفاف شد جبرئیل و میکائیل و اسرافیل با ہفتاد ہزار ملک بزیر آمدند دلدل را برائے فاطمہ آوردند و جبرئیل لجام آں را گرفت و اسرافیل رکاب را گرفت و میکائیل ایستادہ بود در پہلوئے دلدل و حضرت رسول جامہائے او را درست میکرد پس جبرئیل و میکائیل و اسرافیل و جمیع ملائکہ تکبیر گفتند و سنت جاری شد در تکبیر گفتن در زفاف تا روز قیامت۔

(جلاء العیون جلد اول ص۱۹۳ شرح شبِ زفاف و نثار بہشتی مطبوعہ تہران۔ جدید)

ترجمہ:۔

جب شب زفاف آئی جبرئیل و میکائیل و اسرافیل مع ستر ہزار فرشتوں کے زمین پر آئے۔ اور دُلدل جناب فاطمہ کے لیے لائے۔ جبرئیل نے لگام اس کی پکڑی۔ اور اسرافیل نے رکاب تھامی۔ اور میکائیل پہلوئے دُلدل میں

تھے۔ اور حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم جامہائے فاطمہ دست مبارک سے تھامے ہوئے تھے۔ پس جبرئیل و میکائیل و اسرافیل و جمیع ملائکہ نے تکبیر کہی اور تکبیر کہنا سنت شب زفاف ہوا۔

(جلاء العیون ترجمہ اردو جلد اول ص۲۵۰ مطبوعہ شیعہ جنرل بک ایجنسی)

گستاخی نمبر:۔

شبِ زفاف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور فاطمہ کو اپنے آنے سے پہلے مخصوص کام کرنے سے منع کر دیا

جلاء العیون:۔

ایضاً بسند حسن از حضرت صادق علیہ السلام روایت کردہ است کہ غیرتے در حلال روا نیست۔ بعد از آنکہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم بعلی و فاطمہ علیہما السلام در شبِ زفاف گفت کہ کاری مکنید تا من نزد شما بیایم۔

(جلاء العیون جلد اول ص ۱۹۴ تہران جدید زندگی فاطمہ زہرا علیہا السلام)

ترجمہ:۔

ایضاً بسند حسن جناب صادق سے روایت کی ہے۔ کہ حلال چیز بیان کرنے میں غیرت نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نے شبِ زفاف جناب علی اور جناب فاطمہ سے فرمایا کہ جب تک میں نہ آؤں کام نہ کرنا۔

(جلاء العیون اردو ص ۲۵۱)

مذکورہ دس گستاخیوں سے آٹھ امور ثابت ہوئے

۱۔ باغ فدک کا مطالبہ نہ کرنے پر سیدہ فاطمہ نے حضرت علی کو ماں کے پیٹ میں بچہ کے ساتھ تشبیہ دی۔ اور ذلیل بھی کہا۔

۲۔ سیدہ اپنے نکاح ہونے پر حضرت علی کی تنگدستی پر رو دئیں۔ جس کا مقصد یہ ہے۔ کہ آپ اس نکاح سے راضی نہ تھیں۔

۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو باغ دیا تھا۔ اسے بیچ کر جب اس کی قیمت حضرت علی نے فقراء اور مساکین پر خرچ کر ڈالی۔ تو سیدہ نے اس بات پر حضرت علی کے دامن کو نوچا۔ اور زدو کوب بھی کیا۔ یہاں تک کہ جبرئیل نے اللہ کے حکم سے سیدہ فاطمہ کے ہاتھوں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو چھوڑایا۔

۴۔ خاتونِ جنت نے حضرت عمر کو گریبان سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ اور انہیں برا بھلا کہا۔ اور غیر مرد کے ساتھ باہم یوں دست گریبان ہوئیں۔

۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی لونڈی کی گود میں سر رکھ کر آرام فرمایا۔ تو سیدہ ناراض ہو گئیں۔ اور یہاں تک پوچھ لیا۔ کہ کیا تم نے اس سے جماع تو نہیں کر لیا۔؟ حضرت علی نے قسیمہ اس کی تردید کردی لیکن اس کے باوجود سیدہ کا غصہ ٹھنڈا نہ ہوا۔ اور ناراضگی میں ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئیں۔ ان کے آنے سے پہلے جبرئیل نے آکر سیدہ کی زیادتی کا ذکر کیا۔ اور خدا کا پیغام دیا۔ کہ سیدہ کی کوئی

بات زمانی جائے۔
۶۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سیدہ کو ایسے بیٹے کی خوشخبری سنائی۔ جو شہید ہو گا۔ تو ایسے بیٹے کے ساتھ حاملہ ہونے اور اس کی ولادت کے وقت سیدہ نے کراہت اور ناخوشی کا اظہار کیا۔
۷۔ سیدہ کے ساتھ جس رات حضرت علی نے ہم بستر ہونا تھا۔ اس وقت ستر ہزار فرشتے آئے۔ اور تکبیر کہی۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ کے کپڑے اٹھائے۔
لہٰذا ثابت ہوا زفاف کو تا قیامت تکبیر کہنا سنت ہے۔
۸۔ ہم بستری کی رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور حضرت فاطمہ کو کام شروع کرنے سے منع فرمایا۔ اور کہا کہ جب تک میں نہ آؤں۔ تمہیں کچھ نہیں کرنا ہے۔

ان امور کے مختصر جوابات عظمت خاتون جنت کی روشنی میں

ناظرین کرام آپ جانتے ہیں۔ کہ حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا کو "بتول" کہا گیا اور یہ لقب شیعہ سنی سب کے ہاں متفق علیہ ہے۔ "بتول" کا معنی لغت عربی کی معروف کتاب "المنجد" میں یہ لکھا ہے۔
۱۔ بتول تبل سے ہے جس کا معنی ہے۔ دنیا سے کٹ کر خدا کی طرف ملتفت ہونا۔
۲۔ بے مثل بخشش کرنا۔
۳۔ غیر شادی شدہ (کنوارا) ہونا۔ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیاہی ہوئی تھیں۔ اس لیے یہ تیسرا معنی قرآن کے متعلق نہیں ہو سکتا۔ البتہ پہلے دونوں معانی کے اعتبار سے لفظ "بتول" سیدہ کے شایان شان بھی ہے۔ اور سیدہ واقعی اس کے معنی کی عملی تفسیر بھی تھیں۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ یہ لقب آپ کو بوجہ سخاوت غربا و فقراء پروری کی بنا پر دیا گیا ہے۔ یعنی آپ کو مال دنیا سے قطعاً لگاؤ نہ تھا۔

اگر کچھ پاس ہوتا۔ تو اپنی اور اپنے گھر والوں کی ضروریات پر محتاج کی ضرورت کو ترجیح دیتیں۔ کئی کئی دن فاقہ ہوا۔ لیکن شکایت نہیں کی۔ مختصر یہ کہ یہ گھرانا سخی اور ایثار پسند تھا۔ جس کے ثبوت کے لیے ایک نہیں بیسیوں واقعات تاریخ کے اوراق کی زینت بنے ہوئے ہیں۔ یہ تھا ان مقدس شخصیات کی تصویر کا حقیقی رخ۔ جسے اپنے بیگانے سبھی مانتے اور جانتے ہیں۔

اس کا دوسرا رخ وہ جو "شیخ صدوق اور صاحب جلاء العیون" نے پیش کیا۔ یعنی سیدہ کا حضرت علی کی تنگدستی پر فریاد کرنا، حضرت علی نے فقراء مساکین کی امداد کی۔ تو سیدہ نے ان کو زدوکوب کیا، اور ان کی ایسی سخاوت کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت کی۔ اس رخ کو پڑھیئے۔ دیکھیئے۔ تو آپ خود فیصلہ کرلیں گے۔ کہ شیخ صدوق اس بارے میں "صدوق" نہیں ہے۔ بلکہ شیخ صندوق ہے۔ اور "جلاء العیون" کی عبارت "ضیاع العیون" ہے۔ اور ان عبارات میں صداقت نام تک نہیں۔ بلکہ تمام کی تمام سراسر جھوٹ، کذب، افتراء، بہتان اور الزامات کا پلندہ ہیں۔ جو اللہ نے ان شیعہ لوگوں کی تقدیر میں رکھے ہوئے ہیں۔ سورج پر تھوکنے سے وہ تو گندا نہیں ہو سکتا۔ الٹا تھوک تھوکنے والے کے منہ پر ہی پڑتا ہے۔ کچھ یہی معاملہ یہاں بھی ہے۔ سیدہ کی اعلی و ارفع ذات پر کیچڑ اچھالنا اور توہین آمیز قصہ جات سے ان کی سخاوت، ایثار اور غرباء پروری پر نشتر مارنا دراصل اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کرنا اور اپنے رہتے سہتے ایمان کو مجروح کرنا ہی ہے۔ آن کا نہ کوئی آج تک کچھ بگاڑ سکا۔ اور نہ ان کی شان ایسے گھٹیا دقیانوسی واقعات سے گھٹ سکتی ہے۔

یہی وہ سیدہ خاتون جنت ہیں۔ کہ جن کے چہرہ اقدس اور جسم اطہر کو چاند سورج نہ دیکھ سکے۔ یہی وہ مقدسہ ہیں۔ جنہیں بمطابق وصیت رات کے اندھیرے میں پالکی کے اندر رکھ کر قبرستان لے جایا گیا۔ شرم و حیا کی پیکر کہ جبرئیل بھی بلا اجازت گھر داخل نہ ہو سکیں یہ وقار و عزت کہ ان کی آمد پر صاحب لولاک کھڑے ہو کر خوش آمدید کہیں۔ یہی اعلی شخصیت ہیں جن کا عقد عرش علی پر اللہ خود پڑھے۔ ایسی شرم و حیا، عفت و عزت کی پیکر شخصیت کو

یوں دکھانا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گریبان پکڑ کر کھینچ رہی ہوں۔ اور اپنے خاوند حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قسم کو حرف مہمل کی طرح بے کار سمجھیں۔

کیا اسی کا نام "محبت اہل بیت" ہے۔ محبت تمہیں یہی سبق سکھاتی ہے۔ کہ جس سیدہ سے محبت کا دعوای کرو۔ اُسے غیر محرموں سے اُلجھتا گریبان پکڑ کر کھینچتا ثابت کرو۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) اس سے بڑھ کر ان حضراتِ مقدسہ کے متعلق شبِ زفاف کے جو واقعات گزرے۔ ٹھنڈے دل سے سوچ کر بتاؤ۔ کیا کوئی غیرت مند جوڑا شبِ زفاف کو اس قسم کی خرافات کا متحمل ہو سکتا ہے۔ فرشتوں کو چھوڑو۔ وہ نظر نہیں آتے لیکن باپ اور سسر کی موجودگی میں یہ رسم ادا کرنا کس شریعت کی سنت ہے۔ کیا تم سب ایسی ہی سنت ادا کرتے ہو۔ ؎

شرم تم کو مگر نہیں آتی

بے حیا باش ہر چہ خواہی کن

امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت اور پھر شہادت کی خبر کے بعد حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا کا ایسے فرزند کو مدت حمل میں ناپسند کرنا پھر ان کے پیدا ہونے کو مکروہ سمجھنا کیا یہ ایک ایسی ماں کی تصویر دکھائی جا رہی ہے۔ جو خود جنت کی سردار اور نیکی کا مرقع تھی۔ اس کا بچہ پیدا ہوتے ہی فوراً نہیں بلکہ والدہ کے انتقال کے بعد جام شہادت نوش کرے گا تو اس کا غم کھانا کیا معنی ؟

ہاں اگر خبر یہ ہوتی۔ کہ اللہ تمہیں ایک بچہ دے گا۔ اور تمہیں اس کی خوشیاں دیکھنا نصیب نہ ہوں گی۔ تو شائد بتقاضائے بشریت سیدہ کچھ ملول ہوتیں۔ جو بظاہر ان کے متعلق کتنا بے ادبی ہے۔ لیکن بچہ ہوتا ہے۔ جوان ہوتا ہے۔ ماں پالتی پوستی ہے۔ اور اپنی عمر طبعی پوری کر کے دارِ فانی کو چھوڑ جاتی ہے۔ وہ بچہ خود بچوں والا بن جاتا ہے۔ اگر شہید نہ ہوتا تب بھی دنیا چھوڑنا تھی۔ تو پھر دنیا کو چھوڑا شہادت کا جام نوش فرما کر جس

کے ذریعہ اس کے مقام پر انبیاء رشک کریں۔ اور تم ثابت کرو۔ کہ اس کی شہادت نوش کرنے پر ماں نے برا منایا۔ گویا تمہارے کہنے کے مطابق اگر امام حسین شہید نہ ہوتے۔ تو خاتون جنت خوش ہو کر ایام حمل میں انہیں اٹھائے رکھتیں اور خوشیوں کے ساتھ ان کو تولد دیتیں۔ یہ کیسی والدہ بتا رہے ہو۔ اور پھر اس طرح کہہ کر تم ان کی کونسی خدمت بجا لا رہے ہو۔ ؎

اہل بیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں
لعنت اللہ علیکم دشمنانِ اہل بیت

